۱۹

زمین ہمارے مخالفین کے پاؤں سے نکلی جارہی ہے

ڈاکٹر سر اقبال کا حیرت انگیز بیان

(فرمودہ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء)

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت کے ماتحت اور جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادہ سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لا کر کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اُٹھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک منظّم صورت میں جماعت احمدیہ کو کُچلنا چاہتے ہیں ، پھر امراء ان کی جماعت میں شامل ہوگئے اور ذاتی رسوخ اور ذاتی فوائد کے حصول کے لئے اور بعض افراد سے ذاتی بُغض و عِناد نکالنے کے لئے انہوں نے احرار کی مدد کرنی شروع کر دی۔ پھر پیروں، گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت ان کے اندر شامل ہوگئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ سے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کر دیا جہاں تک اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اِس جوش وخروش کو دیکھ کر وہ منافقین کی جماعت جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح لگی رہی ہے جیسے کھیتوں میں چوہے، اس نے بھی اپنا سر نکالا اور خیال کیا کہ اوہو! آج خوب موقع ہے آؤ ہم بھی انہیں بتائیں کہ ہم کچھ بہادری کر سکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح اِدھر اُدھر بل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔ جمعیۃ العلماء اِس وقت تک خاموش تھی کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں

سے بُغض و عِناد ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد کی اس طرف توجہ ہے تو اس نے خیال کیا ایسا نہ ہو جماعت احمدیہ کے کُچلنے کا سہرا احراریوں کے سر رہے پس اس نے بھی اعلان کر دیا کہ مسلمانانِ عالَم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا اِستیصال کریں۔ جب اِس زور و شور سے اغیار نے جماعت احمدیہ کا مقابلہ ہوتے دیکھا تو ان میں سے آریہ سماج کے اخبار بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے وہ بھی اُٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے۔ قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا ہم بھی اپنا سارا زور اِن احراریوں کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے لگا دیں۔ ہندوستان کے سیاسی لیڈر ابھی تک خاموش تھے بلکہ کہنا چاہئے کہ ان کا معتدبہ حصہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں فتنہ وفساد اور آپس کے تفرقہ سے بچنا چاہئے اسی طرح اعلیٰ عہدیدار خاموش تھے یا کم از کم ظاہر میں خاموش تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طوفانِ مخالفت فرو ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہم پیچھے کیوں رہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کر دیا، پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آ گیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب جو ہمیشہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے بول پڑے اور سمجھا کہ اسلامیہ کالج کا پرنسپل ایسی باتوں میں کیوں دخل نہ دے اور کس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اس موقع سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اُٹھایا۔ اور وہ بھی ہمارے مخالفین کی صف میں شامل ہو گئے غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کُچل دے ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں احراری بھی ہیں، پیرزادے بھی ہیں، جمعیۃ العلماء بھی ہے، اہلحدیث بھی ہیں، دیوبندی بھی ہیں، قادیان کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں، پادری بھی ان کے ہمنوا ہیں، شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں، سیاستدان بھی ان کے ساتھ ہیں، عہدیدار بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زوران کی تائید میں خرچ کر رہی ہے گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کُچلنے پر صَرف کرنے کیلئے آمادہ ہو رہی ہے مگر ہم کیا ہیں ہم وہی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا:۔

دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

لیکن ایک ساعت کے لئے ، ایک منٹ کے لئے بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی ہم میں سے ہر وہ شخص جو ذرّہ بھر بھی ایمان رکھتا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر غور کر کے اس نے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھا ہو، یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان طاقتوں کا نتیجہ ہمارے لئے کچھ بھی بُرا ہو سکتا ہے۔ یہ ساری طاقتیں اگر مل جائیں اور ان میں دنیا کی اور بھی نامور طاقتیں شامل ہو جائیں تو اتنا بھی نقصان ہمیں نہیں پہنچا سکتیں جتنی مکھی کی بھنبھناہٹ پہنچا سکتی ہے۔ یہ سب کے سب خوش ہیں کہ ہم نے ایک طاقت جمع کر لی ہے اور ہم بھی خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس طاقت کو توڑنے کے سامان جمع کر رہا ہے۔ وہ زور لگا رہے ہیں کہ ہم اپنے تمام منصوبوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو مٹا دیں اور ہم خوش ہو رہے ہیں کہ وہ مخفی اور پوشیدہ طاقتیں جن کے کُھلنے کا ہمارے پاس کوئی سامان نہ تھا، اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لئے ظاہر کر رہا ہے تا ثابت کرے کہ یہ سلسلہ میرا قائم کردہ ہے کسی انسان کا قائم کردہ نہیں۔ ایک عقلمند کے لئے تو یہ نشان بھی کافی ہو سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ جس کے پاس نہ روپیہ ہے نہ طاقت، امراء اس کے مخالف ہیں، صوفیاء اس کے دشمن ہیں، مسلمان اسے مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں، غیر قومیں اسے نابود کرنا چاہتی ہیں ، ہندو، عیسائی، سکھ سب اس سے بُغض و عداوت رکھتے ہیں مگر اس تمام طوفانِ مخالفت کے باوجود جو چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے، ہماری جماعت کے مخلصین کے دلوں میں ذرّہ بھر بھی خوف وخطر نہیں کونسی انسانی طاقت ہے جو یہ اطمینان کی کیفیت پیدا کر سکتی ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا منصوبہ ہوتا، اگر جماعت احمدیہ کا کام خدا تعالیٰ کا کام نہ ہوتا تو ہر احمدی اِس مخالفت کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو جاتا مگر حالت یہ ہے کہ جس قدر فتنہ بڑھتا ہے اسی قدر ہمیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی تائید کے لئے کوئی اتنا عظیم الشان نشان دکھانے والا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ان تمام مخالفتوں کو اس طرح مٹا دے گا کہ وہ نَسْيًا مَّنْسِيًّا[1] ہو جائیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقدمہ کے دَوران میں ایک دفعہ کسی دوست نے اطلاع دی کہ مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے، اس پر مخالفوں نے سخت دباؤ ڈالا ہے اور اسے مجبور کیا گیا ہے کہ وہ آپ کو سزا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے۔ یہ سنتے ہی آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور نہایت جلال کے ساتھ فرمایا آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ کس کی طاقت ہے کہ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکے۔[2] بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب فوت ہو

چکے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح فوت نہیں ہوئی۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی اور دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اسے مٹا نہیں سکتیں۔ نہ ہمارے اندر کے منافق اور نہ باہر کے مخالف بلکہ مخالفت کرنے والے منافق اور بیرونی دشمن سب مٹ جائیں گے، فنا ہو جائیں گے اور یہ نسل ابھی زندہ ہوگی کہ ان کی ذلّت اور رُسوائی کے سامان ہو جائیں گے اور اُس وقت کے لوگ اپنی آنکھوں سے اس نظارہ کو دیکھیں گے اور یہ مخالف اپنی زندگی میں ہی اپنی موت کا مشاہدہ کرلیں گے۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ بڑے بڑے لوگ جو اپنے آپ کو فلاسفر اور شاعر اور کیا کیا کچھ نہیں کہتے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں جب کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی عقلیں کس طرح ماری جاتی ہیں۔ ڈاکٹر سر اقبال کا بیان اس کا کھلا ثبوت ہے۔ ان کا بیان پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں جب کشمیر کمیٹی کا آغاز ہوًا شملہ میں زور دے کر مجھے اس کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا جو کشمیریوں کی آئینی امداد کے لئے قائم کی گئی تھی حالانکہ وہ خالص اسلامی کام تھا پس اُس وقت تو ہم مسلمان تھے لیکن آج کہا جاتا ہے جماعت احمدیہ اسلامی جماعت ہی نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ اسلامی جماعت نہیں تو کیوں ۱۹۳۱ء میں سر اقبال نے زور دے کر مجھے ایک اسلامی کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ کیا ۱۹۳۱ء میں مجھے پریذیڈنٹ بنانے والے انگریزوں کے ایجنٹ تھے جو آج کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کی حمایت کی وجہ سے یہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔

اُس وقت میری پریذیڈنٹی پر زور دینے والے دو ہی شخص تھے۔ ایک خواجہ حسن نظامی صاحب اور دوسرے ڈاکٹر سر اقبال۔ خواجہ صاحب تو اُس موقع پر ہماری جماعت کے خلاف بولے نہیں اس لئے ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا لیکن ڈاکٹر سر اقبال چونکہ ہمارے خلاف بیان دے چکے ہیں اس لئے ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں انہوں نے کیوں ایک اسلامی کمیٹی کا مجھے پریذیڈنٹ بنایا؟ اب کہا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو عام مسلمانوں میں اثر واقتدار کشمیر کمیٹی میں کام کرنے کی وجہ سے ہی حاصل ہوًا حالانکہ اس کمیٹی کی صدارت ڈاکٹر صاحب کے زور دینے کی وجہ سے مجھے ملی۔ پس کیوں ۱۹۳۱ء میں انہوں نے احمدیوں کو مسلمان سمجھا؟ اور کیوں اب آکر انہیں محسوس ہوًا کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں میں سے الگ کر دینا چاہئے۔ یا تو انہیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ اُس وقت ہماری حمایت کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے وہ روپے لے کر آئے تھے جو ان کی جیب میں اُچھل رہے تھے اور وہ

چاہتے تھے کہ احمدیوں کو مسلمانوں میں شامل کر کے ان کی طاقت کو توڑ دیں اور یا یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ اُس وقت احمدیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور اب جو کہہ رہے ہیں کہ انگریزوں نے احمدیوں کو طاقت دی تو غلط کہہ رہے ہیں۔ آخر ہمارے عقائد بدلے تو نہیں کہ ڈاکٹر سر اقبال کو اپنی رائے بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بلکہ وہی عقائد ہم اب رکھتے ہیں جو ۱۹۳۱ء میں اور اس سے پہلے تھے مگر ۱۹۳۱ء میں تو ہم ڈاکٹر سر اقبال کے نزدیک مسلمانوں کے لیڈر اور ان کے نمائندہ اور راہ نما ہو سکتے تھے اور ڈاکٹر سر اقبال میری صدارت پر زور دے سکتے اور میری صدارت میں کام کر سکتے تھے لیکن اب ہمیں سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رکھنے تک پر تیار نہیں۔ ۱۹۳۱ء میں تو ہمارے اسلام کا ڈاکٹر اقبال صاحب کو یہاں تک یقین تھا کہ جب یہ سوال پیش ہوا کہ وہ کمیٹی جو انتظام کے لئے بنائی جائے گی، اس کے کچھ اور ممبر بھی ہونے چاہئیں اور ممبروں کے انتخاب کے متعلق بعض قواعد وضع کر لینے چاہئیں تو ڈاکٹر سر اقبال نے کہا کوئی قوانین بنانے کی ضرورت نہیں ہمیں صدر صاحب پر پورا پورا اعتماد ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم ممبروں کے انتخاب کا معاملہ ان کی مرضی پر چھوڑ دیں وہ جسے چاہیں رکھیں اور جسے چاہیں نہ رکھیں۔ پھر ہنس کر کہا میں تو نہیں کہتا لیکن اگر سارے ممبر آپ نے احمدی ہی رکھ لئے تو مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اعتراض کریں گے کہ ان لوگوں نے کمیٹی کے تمام ممبر احمدی بنا لئے اس لئے آپ ممبر بناتے وقت احتیاط کریں اور کچھ دوسرے مسلمانوں میں سے بھی لے لیں اور سارے ممبر احمدی نہ بنائیں لیکن آج سر اقبال کو یہ نظر آتا ہے کہ احمدی مسلمان ہی نہیں حالانکہ اس عرصہ میں کوئی نئی بات ہمارے اندر پیدا نہیں ہوئی۔

پھر مجھے تعجب ہے کہ ہماری مخالفت میں اس حد تک یہ لوگ بڑھ گئے ہیں کہ ڈاکٹر سر اقبال جیسے انسان جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے لیڈر، فلاسفر، شاعر اور نہایت عقلمند انسان سمجھے جاتے ہیں، انگریزی حکومت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے احمدیوں کو کیوں پنپنے دیا، شروع میں ہی اس تحریک کو کیوں کچل نہ دیا کیونکہ ان کے نزدیک اگر نئی تحریکات کا مقابلہ نہ کیا جائے تو اس طرح اکثریت کو نقصان پہنچتا ہے پس ان کے نزدیک حکومت کا فرض تھا کہ احمدیت کو کُچل دیتی بلکہ انہیں شکوہ ہے کہ انگریزوں نے تو اتنی بھی عقلمندی نہ دکھائی جتنی روما حکومت نے حضرت مسیح ناصری کے وقت میں دکھائی تھی۔ انہوں نے اتنا تو کیا کہ حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکا دیا گو یہ دوسری بات ہے کہ خدا

نے اپنے فضل سے انہیں بچا لیا۔ اس فقرہ کے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ رومی حکومت نے جب حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکایا تو اس نے ایک جائز، مستحسن اور قابلِ تعریف فعل کیا اور اچھا کیا جو یہودیوں کے شور و غوغا کو سن کر عیسائیت کے بانی پر ہاتھ اُٹھایا۔ یا تو ان لوگوں کو اتنا غصہ آتا ہے کہ اگر ہم حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو وفات یافتہ کہہ دیں تو ان کے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی ہے یا اب احمدیت کی مخالفت میں عقل اس قدر ماری گئی ہے کہ کہا جاتا ہے حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکانے کا فعل جو رومیوں نے کیا وہ بہت اچھا تھا گو پورا اچھا کام نہیں کیا کیونکہ وہ بچ رہے۔ ان کا فرض تھا کہ اگر حضرت مسیح ناصری آسمان پر چلے گئے تھے تو رومی انہیں آسمان سے کھینچ لاتے اور اگر کشمیر چلے گئے تھے تو وہاں سے پکڑ لاتے اور ان کا اور ان کے سلسلہ کا خاتمہ کر دیتے تا کہ یہود کے اتحادِ ملت میں فرق نہ آتا مگر انگریزوں سے تو بہرحال وہ زیادہ عقلمند تھے کہ انہوں نے اپنی طرف سے انہیں صلیب پر لٹکا دیا اور اب ڈاکٹر سر اقبال کو شکوہ ہے کہ انگریزوں نے اتنی جرأت بھی نہ دکھائی اور بناوٹی طور پر بھی حضرت مرزا صاحب کو سزا نہ دی۔ یہ بیان ہے جو ڈاکٹر سر اقبال نے دیا اور مسلمان خوش ہیں کہ کیا اچھا بیان ہے حالانکہ اس فقرہ کے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے کہ جیسے رومیوں نے حضرت مسیح ناصری سے سلوک کیا تھا ویسا ہی سلوک انگریزوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرنا چاہیئے تھا۔ اگر اس فقرہ سے ہزارواں حصہ کم بھی کسی احمدی کے منہ سے نکل جاتا تو ایک طوفانِ مخالفت برپا ہو جاتا اور احراری شور مچانے لگ جاتے کہ مسیح ناصری کی توہین کر دی گئی لیکن اب چونکہ یہ الفاظ اس شخص نے کہے ہیں جو اِن کا لیڈر رہے اس لئے اگر وہ رومیوں کے مظالم کی تعریف بھی کر جائیں تو کہا جاتا ہے واہ واہ! کیا خوب بات کہی۔ احمدی رسول کریم ﷺ کی تعریف کریں تو آپؐ کی ہتک کرنے والے قرار پائیں اور یہ حضرت مسیح کی کھلی کھلی توہین کریں تو آپ کی عزت کرنے والے سمجھے جائیں۔ یہ باتیں بتاتی ہیں کہ مسلمانوں کا ایک حصہ ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں نجات اس کے لئے ناممکن ہوگئی ہے۔ وہ ہماری دشمنی میں ہر چیز کو توڑنے کے لئے تیار ہے۔ وہ ہماری عداوت میں اسلام پر تبر چلانے، رسول کریم ﷺ کی عزت پر تبر چلانے اور پہلے انبیاء کی عزتوں پر تبر چلانے کے لئے بھی تیار ہیں اور صرف اس ایک مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کچل دی جائے لیکن جیسے اسلام اور رسول کریم ﷺ اور پہلے انبیاء پر جو تبر چلائے

جائیں گے وہ رائیگاں جائیں گے اسی طرح ہر وہ تبر جو جماعت احمدیہ پر چلایا جائے گا آخر چکر کھا کر انہی کے پاؤں پر پڑے گا اور جماعت احمدیہ کو ایک ذرّہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

دُنیوی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب سارے لوگ مخالف ہو جائیں تو اس وقت نرم ہو جانا چاہئے ہمارے خیر خواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے بھی کئی دفعہ مجھے کہلوا چکے ہیں کہ ان شدید مخالفت کے ایام میں مَیں خاموش رہوں مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہم نواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہتا ہوں۔تم سارے مل جاؤ اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لئے اختیار کرو، قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو جو کھلم کھلا تمہاری تائید کر رہے ہیں اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلو جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں سلسلہ کے نظام پر ہنسی اُڑاتے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں تم سارے مل جاؤ اور دن اور رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ، پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل و رُسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے، تباہ اور برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس رستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کو اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے۔اور میں ان کی شکست کو اُن کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں، اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔پس میں ان دوستوں کے مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن ان سے کہتا ہوں میری نرمی خدا کے نشانوں کو چھپانے والی ہوگی۔ میں نرمی کروں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے دشمن کے حملہ کو اپنی چالاکی سے دُور کر دیا مگر آج خدا یہ دکھانا چاہتا ہے کہ انسانی طاقتیں اس کے ارادہ کے سامنے ہیچ اور ذلیل ہیں۔آج خدا اپنی طاقت دکھانا چاہتا اور اپنے جلال کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔ میں تمام دشمنوں کے سامنے نڈر ہو کر کھڑا ہوں اور کھڑا رہوں گا اور ہر مخلص احمدی سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ وہ دشمن کے سامنے سینہ سپر رہے گا اس لئے میں مخالفوں سے کہوں گا وہ جتنی طاقتیں ہمارے خلاف جمع کرنا

چاہتے ہیں ان سب کو جمع کر لیں اور متحدہ طور پر ہمارا مقابلہ کریں ہم خدا کے فضل سے ان سے ڈرتے نہیں بلکہ خوش ہیں کہ اس طرح خدا کی مخفی طاقتیں ظاہر ہوں گی اور لوگوں کو پتہ لگے گا کہ ہمارا سلسلہ انسانوں کا قائم کردہ نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جس وقت یہ فتنہ دُور ہوگا، ہمارے مخالف اور اندرونی منافق وبازدہ چوہوں کی طرح مر جائیں گے اور دشمن کے ہاتھوں کو توڑ کر خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو نئی طاقت، نئی عظمت اور نئی شُہرت عطا کرے گا اور وہ شرفاء ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں میں سے جو ناواجب طور پر ہم پر حملہ آور نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کا انعام یا تو ہدایت کی صورت میں انہیں دے دے گا اور یا دنیاوی ترقیات کے ذریعہ ان کی اس نیکی کا انہیں پھل دے گا۔ میں جماعت کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہ کریں۔ ایمان ایک پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط چیز ہے۔ یہ ممکن ہے کہ پیہم بارشیں ایک پہاڑ میں شگاف پیدا کر دیں مگر مؤمن کے ایمان کو کوئی چیز کمزور نہیں کر سکتی۔ ہماری حالت اِس وقت وہی ہونی چاہئے جو رسول کریم ﷺ کی اُس وقت تھی جب ایک دشمن تلوار لے کر آپ کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ اُس وقت جنگ سے رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ واپس آ رہے تھے کہ آرام کرنے کے لئے ایک جگہ بیٹھے اور دوپہر کے وقت اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ رسول کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ کی تلوار لٹک رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور اُس نے رسول کریم ﷺ کی ہی تلوار کھینچ کر آپ کو جگایا اور پوچھا بتا تجھے اب میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ''۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ [۳] ہماری جماعت کو بھی اسی مقام پر کھڑا ہونا چاہئے جب دشمن مقابلہ پر آئے تو مت سمجھو کہ تم اپنی تدابیر سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور جب کوئی کہے کہ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے تو تمہارے دل سے یہ آواز نکلنی چاہئے کہ اللہ اور اس مخالفت کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ یہ سب مخالف ایک دن اسی طرح مٹ جائیں گے جس طرح سمندر کی جھاگ کنارے پر آ کر مٹ جاتی ہے۔ یہ مخالف بھی ہمارے ساحلِ مراد پر پہنچنے کے وقت جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ ان کی طاقتیں مٹ جائیں گی اور ان کی قوتیں زائل ہو جائیں گی۔ ہاں جو لوگ ان میں سے شریف ہیں وہ اپنی شرافت کا پھل پائیں گے اور جو طبیعت تو شریفانہ رکھتے ہیں مگر مخالفین کے پروپیگنڈا کی وجہ سے ان کے دھوکا اور فریب میں

آ چکے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔مگر شریر سزا پائیں گے اور دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں۔

(الفضل ۳۰؍ مئی ۱۹۳۵ء)

۱؎ **نَسْیًا مَّنْسِیًّا**: بھولی بسری

۲؎ **سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ ۷۹، ۸۰۔ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۳ء**

۳؎ **بخاری کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع**